www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

جناب غازی عزیر

(قسط ۳)

حقیقتِ محمدیہ ؐ اور نورِ محمدی ؐ کی حقیقت

اب مولانا عبدالحیٔ مرحوم کی دوسری بیان کردہ حدیث پیش ہے جو کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یعنی:

"اَوْحَی اللّٰہُ اِلٰی عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَمُرْ اُمَّتَکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ۔ الخ!"

اسے حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مستدرک میں وارد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ: "یہ صحیح الاسناد ہے" علامہ ابو ہاجر محمد سعید بسیونی الزغلول (صاحب موسوعۃ اطراف الاحادیث النبویۃ الشریفہ) فرماتے ہیں: "لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے علامہ ذہبی فرماتے ہیں: میرا گمان ہے کہ یہ موضوع ہے۔[۹۱]" حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث: "اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَسَکَنَ۔" کی تخریج حاکم رحمہ اللہ نے بطریق[۹۲] "عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ الْاَنْصَارِیِّ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِہٖ" کی ہے۔ اس کو امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے بھی "الوفاء باحوال المصطفیٰ" میں[۹۳] بلا سند وبلا تنقید وارد کیا ہے۔ اگرچہ حاکم رحمہ اللہ نے اس کو بھی روایت کرنے کے بعد "صحیح الاسناد" قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث بھی "ضعیف" ہے۔ خود مولانا عبدالحیٔ لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں: "اس کی سند میں عمرو بن اوس موجود ہے جس کے بارے میں علم نہیں کہ وہ کون ہے[۹۴]"، علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میرا گمان ہے کہ

[۹۱] ہامش علی الآثار المرفوعۃ للزغلول ص ۴۴

[۹۲] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۱۴-۶۱۵

[۹۳] الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۳-۳۴

[۹۴] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے سعید سے بیان کرنا موضوع ہے"۔ اس کی سند میں سعید بن ابی عروبہ سے روایت کرنے والا راوی عمرو بن اوس الانصاری ہے جس کے متعلق علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "مجہول الحال ہے اور منکر خبر لاتا ہے" پھر علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "میرا گمان ہے کہ یہ موضوع ہے[95]"۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی علامہ ذہبیؒ کی رائے سے اتفاق کیا ہے جیسا کہ لسان المیزان میں مذکور ہے۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں: "اس کو مرفوعاً بیان کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث موقوفاً مروی ہے[96]"

مولانا عبدالحیؒ نے دیلمیؒ کی جس مرفوع روایت کا اوپر ذکر کیا ہے یعنی: "أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ" تو یہ کنز العمال[97] میں موجود ہے۔ ملا علی القاریؒ نے بھی اسے اپنی "الموضوعات الکبریٰ" [98] میں ترقیم کرتے ہوئے نقل کیا ہے، لیکن علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ اسے "ضعیف" قرار[99] دیتے ہیں جیسا کہ اوپر معنوی صحت پر تنقید کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

"اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یہ کائنات پیدا نہ ہوتی" یا اس مضمون کی جتنی بھی روایات بیان کی جاتی ہیں ان پر تبصرہ فرماتے ہوئے علامہ شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

"بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی آدم کے سردار ہیں، تمام سے افضل و اکرم مخلوق۔ پس کہنے والا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے ہی یہ عالم پیدا کیا ہے یعنی اگر آپؐ نہ ہوتے تو نہ عرش پیدا ہوتا نہ کرسی، نہ آسمان نہ زمین، نہ سورج نہ چاند۔ وغیرہ، لیکن یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں ہے،

---

[95] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۴۶

[96] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۹۸

[97] کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۰۲۵

[98] الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ للقاری ص ۱۹۴ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۵ء

[99] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۹۹-۳۰۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ صحیح نہ ضعیف اور نہ ہی حدیث کا علم رکھنے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ۔ یہ نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے اور نہ ہی صحابہؓ سے اس کا منقول ہونا معروف ہے ۔ بلکہ یہ ایک ایسا کلام ہے جس کے کہنے والے کا کسی کو کوئی علم نہیں ۔ ممکن ہے کہ کسی نے ان آیات کی تفسیر کی بناء پر ایسا کہا ہو "اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ[110]" (ترجمہ: اور تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے) اور " وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۚ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[111]" (ترجمہ: اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی کو مسخر بنایا کہ وہ خدا کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو مسخر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے ہی میں رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو مسخر بنایا اور جو جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لاسکتے) یا اسی طرح کی اور دوسری آیات جن میں واضح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام مخلوقات کو بنی آدم کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور معلوم و مشہود ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی اس میں ایک عظیم حکمت ہے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس نے بنی آدم پر ان چیزوں کی منفعت کو واضح کر دیا اور انہیں تمام بنی آدم کے لیے نعمت بنا دیا ہے ۔ پس اگر کوئی کہے کہ "اس وجہ سے ایسا کیا" تو اس کا یہ قول اس امر کا متقاضی نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی دوسری حکمت نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح کسی کہنے والے کا یہ قول کہ : "اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ پیدا نہ ہوتا" اس امر کا متقاضی نہیں ہے کہ ایسا

[110] سورۃ لقمان : ۲۰

[111] سورۃ ابراہیم ۔ ۳۲ تا ۳۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں کوئی دوسری عظیم حکمت نہیں ہو سکتی بلکہ یہ قول اس امر کا بھی متقاضی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی آدم میں سب سے افضل و صالح ہیں، ان کی تخلیق غایت درجہ مطلوب اور حکمتِ بالغہ مقصودہ تھی چنانچہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں اس انتہائی درجۂ کمال کو حاصل کیا گیا" [۱۰۲]

"وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ" کی تائید کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی نبوت کے وجود کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان کی ایک طویل فہرست ہے، جن میں کچھ حسن، کچھ ضعیف اور کچھ موضوع ہیں۔ عموماً بیان کی جانے والی روایات اس طرح ہیں:

۱۔ "كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ"

"میں نبی تھا اس وقت جبکہ آدمؑ پانی اور گارے کے بیچ تھے"

۲۔ "كُنْتُ نَبِيًّا وَلَا آدَمَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِيْنَ"

"میں نبی تھا اس وقت جبکہ نہ آدمؑ تھے نہ پانی اور نہ گارا"

۳۔ "كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ"

"میں خلقت میں اوّل النبیین تھا اور بعثت کے لحاظ سے آخری نبی ہوں"

۴۔ "كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ"

"میں خلقت میں پہلا انسان تھا اور بعثت میں آخری نبی ہوں"

۵۔ إِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ لَمَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ"

"میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب کہ آدمؑ اپنے گارے میں پڑے ہوئے تھے"

۶۔ "كُتِبْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

"میں نبی لکھا جا چکا تھا جبکہ آدمؑ روح اور جسم کے بیچ تھے"

۷۔ كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

"میں نبی تھا جبکہ آدمؑ روح اور جسم کے بیچ تھے"

۱۰۲ء مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۱ ص ۹۶-۹۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے پہلی دو روایتیں جو اس طرح ہیں: "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَ الطِّیْنِ" اور "کُنْتُ نَبِیًّا وَّ لَا اٰدَمَ وَ لَا مَآءَ وَ لَا طِیْنَ" ان کے متعلق مولانا عبدالحیٔ لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں:

"علامہ سخاویؒ نے "المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ" میں اور علامہ سیوطیؒ نے "الدرر المشتہرۃ فی الاخبار المشتہرۃ" میں اور بعض دوسروں نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ احادیث ان الفاظ کے ساتھ موضوع ہیں۔ امام حاکمؒ کے نزدیک ان کی مستدرک میں یہ ثابت ہیں اور انہوں نے ان کی تصحیح بھی کی ہے۔"[۳]

علامہ ابنِ عراق الکتانیؒ فرماتے ہیں: "امام ابنِ تیمیہؒ نے ان دونوں احادیث کو موضوع قرار دیا ہے۔"[۴] علامہ اسماعیل عجلونیؒ اول الذکر حدیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "یہ ان الفاظ کے ساتھ کہیں نہ مل سکی لیکن علقمیؒ نے شرح الجامع الصغیر میں اس کی صحت بیان کی ہے۔"[۵] علامہ شیبانیؒ فرماتے ہیں: "ہمارے شیخ فرماتے ہیں کہ میں اس (اول الذکر) حدیث سے ان الفاظ کے ساتھ واقف نہیں ہوں۔ ثانی الذکر حدیث اول الذکر پر زیادتی کی گئی ہے جس کے متعلق ابنِ حجرؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ زیادتی ضعیف ہے لیکن جو اس سے قبل روایت ہے وہ قوی ہے۔"[۶]

علامہ نور الدین ابو الحسن السمہودیؒ (م ۹۱۱ھ) نے بھی "الغماز علی اللماز" میں حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔[۷] علامہ شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبدالرحمٰن السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں: "میں اس (اول الذکر) حدیث سے ان الفاظ کے ساتھ واقف نہیں ہوں چہ جائیکہ اس میں یہ زیادتی دیکھوں۔" آخر الذکر حدیث کے متعلق حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کا اوپر درج کیا ہوا قول نقل کرتے ہیں۔[۸] علامہ بدر الدین ابی

---

[۳] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۵

[۴] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۳۴۱

[۵] کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۷۳

[۶] تمییز الطیب للشیبانی ص ۱۴۲

[۷] الغماز علی اللماز فی الموضوعات المشہورات للسمہودی ص ۱۷۱ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶ء

[۸] المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ للسخاوی ص ۳۲۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۷۹ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ محمد بن عبداللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ "ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں ہے[109]"۔ ملا علی القاری، علامہ عجلونی اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ نے بھی علامہ سخاویؒ، علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ اور زرکشیؒ کے اقوال ہی نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے[110]۔ علامہ سیوطیؒ نے ان دونوں احادیث کو "الاحادیث الموضوعة[111]" کے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ علامہ عجلونیؒ فرماتے ہیں کہ: "علامہ سیوطیؒ نے 'الدرر المشتہرة' میں فرمایا کہ عوام نے 'آخر الذکر' حدیث کے الفاظ کا از خود اضافہ کر لیا ہے، اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے، لیکن ملا علی القاری کا دعویٰ ہے کہ باعتبارِ الفاظ اس روایت کی کوئی اصل نہیں لیکن باعتبارِ معنیٰ یہ صحیح ہے[112]"۔ علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے ان روایات کے الفاظ اور ان کی معنوی حیثیت دونوں پر بحث کرتے ہوئے ان کا بطلان کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس کی کوئی اصل نہیں ہے نہ نقلاً اور نہ ہی عقلاً۔ لہٰذا محدثین میں سے کسی ایک نے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ اس کا معنیٰ باطل ہے کیونکہ آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے بیچ نہیں تھے کیونکہ طین یعنی گارا پانی اور مٹی کو ہی کہتے ہیں۔ پانی اور گارے کے بیچ کے بجائے آپؐ روح اور جسد کے درمیان تھے[113]"۔

علامہ زرقانیؒ بھی ان دونوں احادیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "امام سیوطیؒ نے الدرر میں صراحت کی ہے کہ ان دونوں احادیث کی کوئی اصل نہیں ہے اور آخر الذکر حدیث عوام کی طرف سے کی گئی زیادتی ہے[114]"۔ محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے بھی ان دونوں احادیث کو "موضوع" قرار دیا ہے[115]۔ علامہ شیخ عبداللہ محمد الصدیق (استاذِ حدیث بجامعة الازہر) نے بھی اپنی کتاب "الاحادیث المنتقاة فی فضائل رسول اللہؐ" میں ان احادیث پر علمی بحث درج کی ہے۔ نیز علامہ طاہر پٹنیؒ کی "تذکرة الموضوعات" اور امام ابنِ تیمیہؒ کی "احادیث القصاص" بھی اس ضمن میں قابلِ مراجعت ہیں[116]۔

---

[109] اللآلی المنثورة فی الاحادیث المشہورة المعروف بہ تذکرة فی الاحادیث المشتہرة للزرکشی ص ۱۷۲ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۶ء [110] الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة للقاری ص ۱۰۸ و کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰ و تحفة الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۲۹۳ و کمانی المرقاة للقاری و تذکرة فی الاحادیث المشتہرة للزرکشی ص ۱۷۲ [111] الاحادیث الموضوعة للسیوطی ص ۲۰۳ [112] کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰ [113] رد علی البکری لابن تیمیہ ص ۹ [114] شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی ج ۱ ص ۳۳ [115] سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة للالبانی ج ۱ ص ۳۱۶-۳۱۷ [116] تذکرة الموضوعات للفتنی ص ۸۶ و احادیث القصاص لابن تیمیہ ص ۲۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اس سلسلہ کی تیسری حدیث یعنی "کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ" پیشِ خدمت ہے۔ اس روایت کو ابو نعیمؒ نے "الدلائل"[۱۱۷] میں، تمام نے "الفوائد"[۱۱۸] میں اور ثعلبیؒ نے اپنی "تفسیر"[۱۱۹] میں بطریق سعید بن بشیر ثنا قتادہ عن الحسن عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن یہ حسن کے "عنعنہ" اور سعید بن بشیر کی موجودگی کے باعث ضعیف ہے۔ سعید بن بشیر کو علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے "ضعیف" قرار دیا ہے، علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: "ثقہ تھا لیکن اختلاط کرتا تھا" ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "شعبہؒ وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن یحییٰؒ اور محدثین کی ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے" علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "ابن معینؒ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ عباس نے ابن معینؒ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے" فلاسؒ کا قول ہے کہ "ابن مہدیؒ نے پہلے اس سے روایت لی لیکن بعد میں ترک کر دیا تھا" نسائیؒ نے اسے "ضعیف" بتایا ہے۔ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں: "شعبہؒ اور دحیمؒ نے اس کی توثیق کی ہے" ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ "وہ حافظ تھا" یعقوب فسویؒ فرماتے ہیں کہ "ضعیف اور منکر الحدیث تھا" ابو زرعہؒ نے اس کا ذکر "ضعفاء" میں کیا ہے اور کہا ہے کہ "اس کے ساتھ احتجاج نہیں ہے" اسی طرح ابو حاتمؒ سے بھی ایک قول منقول ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے بھی سعید بن بشیر کی "تضعیف" کی ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی اور فہارس مجمع الزوائد للزغلول وغیرہ کی طرف[۱۲۰] رجوع فرمائیں۔

---

[۱۱۷] الدلائل لابی نعیم ص ۶

[۱۱۸] الفوائد للتمام ج ۸ ق ۱ ص ۱۲۶

[۱۱۹] تفسیر للثعلبی ج ۳ ق ۱ ص ۹۳

[۱۲۰] تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ ص ۲۹۲، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۱۳۰، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۱۷۲، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۲۴۷، ج ۳ ص ۶۹، ۲۰۰، ج ۴ ص ۱۴۶، ج ۵ ص ۹۶، ۱۶۰، ج ۱۰ ص ۶۵ طبع دار الکتاب العربی بیروت سنہ ۱۹۸۲ء، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۱۵، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۴۷۷، ج ۲ ص ۳۴۹ و فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۹۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت سنہ ۱۹۸۶ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوہلالؒ نے اس حدیث کو قتادہ سے مرسلاً بیان کیا ہے لیکن اس میں "حسن عن ابی ہریرۃ" کا تذکرہ نہیں ہے، اس کی تخریج ابن سعدؒ[۱۲۱] نے بھی کی ہے۔ علامہ سخاویؒ، علامہ عجلونیؒ، علامہ شیبانیؒ، علامہ سیوطیؒ، ملا علی قاریؒ اور علامہ مبارکپوریؒ بیان کرتے ہیں: "اسے ابونعیمؒ نے الدلائل میں، ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں اور ابن لالؒ نے روایت کیا ہے۔ دیلمیؒ نے بھی اسے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس کے لیے میسرۃ الفجر کی حدیث شاہد ہے"[۱۲۲]۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ابن ابی حاتمؒ کی مذکورہ بالا طریق سے آنے والی جو روایت نقل کی ہے اس میں "فَبَدَأَ بِیْ قَبْلَهُمْ" کے اضافی الفاظ موجود نہیں ہیں۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ "اس میں سعید بن بشیر ہے جس میں کہ ضعف ہے۔ اس روایت کو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مرسلاً اور بعض نے قتادہ سے موقوفاً بھی روایت کیا ہے"۔ پھر حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "وَهُوَ اَشْبَهُ" علامہ مناویؒ، ابن لالؒ اور دیلمیؒ وغیرہ نے سعید بن بشیر کے طریق سے آنے والی روایت کو اگرچہ درست بتایا ہے لیکن ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کردی ہے کہ "سعید بن بشیر کو ابن معینؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے"۔ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: "اس کے لیے شہادت ہے جس کی تصحیح حاکمؒ نے کی ہے (پھر حدیث ذکر کرتے ہیں) لیکن صنعانیؒ کا قول ہے کہ یہ موضوع ہے اور اسی طرح ابن تیمیہؒ نے بھی اسے موضوع فرمایا ہے"[۱۲۳]۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ بھی اس حدیث کو "ضعیف" قرار دیتے ہیں[۱۲۴]۔ علامہ ذہبیؒ نے سعید بن بشیر کے ترجمہ میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد اسے اس سے مروی غرائب میں سے قرار دیا ہے[۱۲۵]۔ شیخ عبداللہ محمد الصدیق نے اس حدیث پر بھی اپنی کتاب "الاحادیث المنتقاۃ فی فضائل رسول اللہ" میں لائقِ مراجعت بحث درج کی ہے۔

---

۱۲۱ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۹

۱۲۲ المقاصد الحسنہ للسخاوی ص ۳۲۷ وکشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۲۹ والاسرار المرفوعۃ للقاری ص ۱۲۹ وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۲۹۳ بحوالہ المرقاۃ للقاری وتمییز الطیب للشیبانی ص ۱۳۲

۱۲۳ فوائد المجموعہ للشوکانی ص ۳۲۶

۱۲۴ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۱۵

۱۲۵ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۱۳۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب چوتھی روایت ملاحظہ فرمائیں جو اس طرح ہے:

"كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ"

اسے امام سیوطیؒ نے "الصغیر" میں قتادہ سے مرسلاً وارد کیا ہے اور ابن سعدؒ نے بھی طبقات میں[126] اس کو روایت کیا اور اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ علامہ اسمٰعیل عجلونیؒ فرماتے ہیں: "اس روایت کا حال اللہ ہی بہتر جانتا ہے[127]" لیکن علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ "اس میں بقیہ ابن ولید اور سعید بن بشیر ہیں جنہیں ابن معینؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے[128]" سعید بن بشیر کا ترجمہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، بقیہ ابن ولید کا مختصر ترجمہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "متروکین کی ایک قوم سے روایت کرتا ہے" عجلیؒ فرماتے ہیں: "جو معروفین سے روایت کرے وہ ثقہ ہے اور جو مجہولین سے روایت کرے وہ کچھ بھی نہیں ہے" ابن حجر عسقلانیؒ اور عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ "صدوق ہے اور ضعفاء کے ساتھ کثرت سے تدلیس کرتا ہے" علامہ ہیثمیؒ بیان کرتے ہیں کہ "مدلس ثقہ ہے" بعض مقامات پر علامہ ہیثمیؒ نے اسے "لین الحدیث" اور "ضعیف" بھی لکھا ہے۔ علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "ایک سے زیادہ ائمہ کا قول ہے کہ اگر ثقات سے روایت کرے تو ثقہ ہے۔ اسی طرح ایک سے زیادہ ائمہ نے اسے مدلس بتایا ہے پس اگر وہ "عن" کے ساتھ روایت کرے تو حجت نہیں ہے" امام نسائیؒ فرماتے ہیں: "اگر "حَدَّثَنَا" یا "أَخْبَرَنَا" کہے تو ثقہ ہے" ابن مبارک نے "صدوق" بتایا ہے۔ ابن عدیؒ کا قول ہے: "اگر اہل شام سے روایت کرے تو وہ ثابت ہے" ابو حاتمؒ کہتے ہیں کہ "اس کے ساتھ احتجاج نہیں ہے" ابو مسہرؒ فرماتے ہیں: "بقیہ کی احادیث نقی نہیں ہوتیں" جوزجانیؒ کا قول ہے: "اگر وہ ثقات سے روایت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے" ابن معینؒ کہتے ہیں: "اگر معروفین سے روایت کرے تو ثقہ ہے" اور ابن خزیمہؒ وغیرہ نے بقیہ کے ساتھ احتجاج نہیں کیا ہے۔ مزید تفصیل کے

126ھ طبقات ابن سعد ج ۱ ق ۱ ص ۹۶

127ھ کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰

128ھ فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۵۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسے الضعفاء والمتروکین للدارقطنی[129]، تاریخ یحییٰ بن معین، علل لابنِ حنبل، التاریخ الکبیر للبخاری، التاریخ الصغیر للبخاری، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی، معرفۃ والتاریخ للبسوی، الضعفاء الکبیر للعقیلی، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتم، مجروحین لابنِ حبان، کامل فی الضعفاء لابنِ عدی، تہذیب تاریخ دمشق لابنِ عساکر، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، تقریب التہذیب لابنِ حجر، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی، سیر اعلام النبلاء للذہبی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للحافظ جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی (م ۷۴۲ھ) معرفۃ الثقات للعجلی، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی، فیض القدیر للمناوی، فہارس مجمع الزوائد للزغلول سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ کی طرف

اب اس سلسلہ کی پانچویں حدیث: "اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ لَمَکْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ مُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ" —— پیشِ خدمت[130] ہے مولانا عبد الحی لکھنوی

[129] الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۶۳۰، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۴ ص ۴۱۵، علل لابنِ حنبل ج ۱ ص ۳۸۰-۳۸۳، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ق ۲ ص ۱۵۰، الضعفاء الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۲۸۱، معرفۃ والتاریخ للبسوی ج ۲ ص ۴۲۴، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۶۲، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتم ج ۱ ق ۱ ص ۳۴۴، مجروحین لابنِ حبان ج ۱ ص ۲۰، تہذیب تاریخ دمشق لابنِ عساکر ج ۳ ص ۲۷۹، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۲۹۷، تقریب التہذیب لابنِ حجر ج ۱ ص ۱۰۵، تہذیب التہذیب لابنِ حجر ج ۱ ص ۴۷۳، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۷ ص ۱۲۶، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۸ ص ۵۲۲، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳۳۱، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للمزی ج ۴ ص ۱۹۸ طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۳ھ، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۵۰، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۹۶، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۵۹، فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۵۳، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۱ ص ۵۱، ۱۹۰، ج ۳ ص ۳۸، ۵۷، ج ۴ ص ۲، ۷، ج ۱۰ ص ۱۸۹، ۲۶۲، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۱۶۸، ۲۲۹، ۲۳۲، ۳۴۱، ۳۸۲، ج ۲ ص ۱۱، ۸۵، ۸۸، ۱۳۵، ۱۷۵، ۱۸۱، ۱۹۸، ۳۰۲، ۳۷۴ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۴۶۰، ۶۲۱، ۶۴۸، ۷۳۰، ۸۰۲، ج ۲ ص ۳۴، ۴۷، ج ۴ ص ۴۴، ۱۹۷، ۲۶۳، ۳۷۴، ۴۴۳، ۵۴۰، ۵۷۰، ۵۷۶ وغیرہ۔

[130] دلائل النبوۃ للبیہقی ص ۱۷، شرح السنۃ للبغوی ج ۱۳ ص ۲۰۷، مشکوٰۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۷۵۹، مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۰۰، اسنی المطالب للحوت بیروتی حدیث نمبر ۱۱۱۳، الجامع الصغیر للسیوطی ۲۴۲۳، ۶۴۲۴، فیض القدیر للمناوی ج ۵ ص ۵۳، غماز علی اللماز للسمہودی ص ۲۰۳، تذکرۃ للزرکشی ص ۱۷۲، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۱ ص ۳۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحوم فرماتے ہیں: "بیہقی اور امام احمد کے نزدیک بہ عرباض ابن ساریہ سے مرفوعاً مروی ہے"[131]

شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب "مدارج النبوۃ" کے خود نوشت مقدمہ میں فرماتے ہیں: "آپ مرتبۂ نبوت میں بھی اول ہیں، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: "كُنْتُ نَبِيًّا وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ" (میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم اپنے خمیر ہی میں تھے)"[132]

علامہ ابن الجوزی نے بھی اس حدیث کو بلا سند و بلا تنقید "الوفاء باحوال المصطفیٰ"[133] میں وارد کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: "ابنِ حبان نے اپنی صحیح اور حاکم نے عرباض بن ساریہ سے اس کی روایت کی ہے"[134]، علامہ سخاوی اور علامہ عجلونی بیان کرتے ہیں: "ایک روایت میں ہے: "وَآدَمُ مُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ" جو صحیح ابنِ حبان اور حاکم میں عرباض بن ساریہ سے مرفوعاً مروی ہے (حدیث) اسی طرح امام احمد اور دارمی نے اپنی مسانید میں اور ابونعیم نے بھی اس کی تخریج کی ہے"[135]، علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: "امام احمد نے اسے کئی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے، اسی طرح بزار اور طبرانی نے بھی اسے روایت کیا ہے لیکن امام احمد کی اسانید میں سے صرف ایک اسناد کے رجال (سعید بن سوید کے علاوہ) رجال الصحیح ہیں، اور سعید بن سوید کو بھی ابنِ حبان نے ثقہ قرار دیا ہے"[136]

علامہ ابنِ تیمیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ میری نبوت اس وقت ہی لکھ دی گئی تھی جب کہ آدم علیہ السلام میں روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندہ کا رزق، موت، عمل، شقی یا سعید ہونا وغیرہ جنین کی تخلیق اور اس میں روح ڈالنے سے قبل ہی لکھ دیتا ہے"[137]

---

[131] الآثار المرفوعۃ ص۴۵

[132] خود نوشت مقدمہ "مدارج النبوۃ" مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ص۱

[133] الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن الجوزی ج ۱ ص۳۳

[134] الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ للقاری ص۱۷۹

[135] المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص۳۲۷، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص۱۶۹-۱۷۰

[136] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۸ ص۲۲۳

[137] مجموع فتاویٰ ابنِ تیمیہ ج ۱۱ ص۹۷-۹۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی حدیث میں مروی ہے: "كُتِبْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"۔

اس حدیث کی تخریج امام احمدؒ نے اپنی "مسند"[۱۳۸] اور "السنۃ"[۱۳۹] میں، ابن ابی عاصمؒ نے "السنۃ"[۱۴۰] میں، ابونعیمؒ نے "الحلیۃ"[۱۴۱] اور "اخبار اصبہان"[۱۴۲] میں، امام بخاریؒ نے اپنی "تاریخ"[۱۴۳] میں، ابن سعدؒ نے "طبقات"[۱۴۴] میں کی ہے۔ بغویؒ اور ابن السکنؒ نے بھی اسے وارد کیا ہے۔ امام حاکمؒ اس کی "صحت" بیان کرتے ہیں۔

اب اس سلسلہ کی آخری حدیث پیش ہے، یعنی "كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"[۱۴۵] علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں: "حاکمؒ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے، لیکن صنعانیؒ کا قول ہے کہ یہ موضوع ہے اور ایسا ہی ابن تیمیہؒ سے بھی منقول ہے[۱۴۶]"۔ ملا علی قاریؒ اور علامہ شیبانیؒ فرماتے ہیں: "یہ حدیث میسرۃ الفجر سے مروی ہے۔ امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اس کی تخریج کی ہے اور حاکمؒ نے اس کی صحت بیان کی ہے[۱۴۷]"۔ علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: "ابونعیمؒ نے حلیہ[۱۴۸] میں میسرۃ الفجر سے، ابن سعدؒ نے ابن ابی الجدعاء سے اور طبرانیؒ نے الکبیر میں ابن عباسؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، اور ایسی ہی ایک روایت الجامع الصغیر میں بھی ہے[۱۴۹]"۔ علامہ سخاویؒ اور علامہ اسماعیل عجلونیؒ فرماتے ہیں: "اس

---

۱۳۸ مسند احمد ج ۵ ص ۵۹ ۱۳۹ السنۃ لامام احمد ص ۱۱۱

۱۴۰ السنۃ لابن ابی عاصم حدیث نمبر ۴۱۰

۱۴۱ حلیۃ لابی نعیم ج ۹ ص ۵۳

۱۴۲ اخبار اصبہان لابی نعیم ج ۲ ص ۲۲۶ طبع لیدن ۱۹۳۴ء

۱۴۳ تاریخ البخاری ج ۴ ق ۱ ص ۳۷۴

۱۴۴ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۸ و ج ۷ ص ۶۰

۱۴۵ رواہ احمد فی السنۃ ص ۱۱۱

۱۴۶ فوائد المجموعۃ للشوکانی ص ۳۲۶

۱۴۷ تمیز الطیب للشیبانی ص ۱۴۲ والاسرار المرفوعۃ للقاری ص ۱۰۹ وکما فی المرقاۃ للقاری

۱۴۸ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ج ۹ ص ۵۳

۱۴۹ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۲۹۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تخریج امام احمدؒ، امام بخاریؒ (نے تاریخ میں)، البغویؒ، ابن السکنؒ اور ابو نعیمؒ نے حلیہ میں، کی ہے اور امام حاکمؒ نے اس کی تصحیح فرمائی ہے[۱۵۰]۔" علامہ ابن الجوزیؒ نے بھی میسرۃ الفجر کی یہ روایت "الوفاء باحوال المصطفیٰؐ" میں بلا سند و بلا تنقید وارد کی ہے[۱۵۱]۔ علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَ اٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ"... غنی کر دیتا ہے۔ اس ارشادِ مبارک کی سند صحیح ہے[۱۵۲]۔"

جامع الترمذیؒ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے جو حدیث مروی ہے وہ اس طرح ہے:

"قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتٰى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ[۱۵۳]۔"

(یعنی صحابہؓ نے سوال کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر نبوت کب واجب ہوئی؟" آپ نے جواب دیا: "اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔") - امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: "هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ[۱۵۴]۔"

امام احمدؒ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى جُعِلْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔"

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: "اس کے رجال رجال الصحیح ہیں[۱۵۵]۔" طبرانیؒ کی اوسط اور بزارؒ میں حضرت ابن عباسؓ کے طریق سے آنے والی روایت اس طرح ہے:

"قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔"

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: "اس کی اسناد میں جابر بن یزید الجعفی ہے جو کہ ضعیف ہے[۱۵۶]۔"

۱۵۰ھ المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص ۳۲۶ وکشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰

۱۵۱ھ الوفاء باحوال المصطفیٰؐ لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۳

۱۵۲ھ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۳۱۶-۳۱۷ و ج ۲ ص ۱۵۳

۱۵۳ھ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۳ ۱۵۴ھ ایضاً

۱۵۵ھ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۸ ص ۲۲۳ ۱۵۶ھ ایضاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جابر بن یزید الجعفی کے متعلق علامہ عجلیؒ فرماتے ہیں : "ضعیف تھا، تشیع میں غلو کرتا تھا اور مدلس بھی تھا" ابنِ حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ "ضعیف رافضی تھا" علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں : "شعبہؒ فرماتے تھے کہ صدوق تھا ۔ وکیعؒ نے بھی جابر کو ثقہ بتایا ہے ۔ عبداللہ بن احمدؒ اپنے والدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ یحییٰ القطان نے اسے ترک کیا ہے " ابوحنیفہؒ فرماتے تھے : " میں نے اس سے زیادہ جھوٹا شخص نہیں دیکھا" نسائیؒ وغیرہ نے اسے "متروک" بتایا ہے ۔ یحییٰؒ کا قول ہے کہ " اس کی حدیث نہ لکھی جائے " ابوداؤدؒ کا قول ہے کہ "میرے نزدیک قوی نہیں ہے " یحییٰ کا ایک اور قول ہے کہ "کذاب تھا" اور "وہ کچھ بھی نہیں ہے " جوزجانیؒ نے اسے "کذاب" بتایا ہے ۔ اور زائدہؒ کا قول ہے کہ "جابر الجعفی رافضی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کو گالیاں دیتا تھا " مزید تفصیل کے لیے الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ ، تاریخ یحییٰ بن معینؒ ، علل لابن حنبلؒ ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ ۔ التاریخ الصغیر للبخاریؒ الضعفاء الصغیر للبخاریؒ ، مقدمہ صحیح مسلمؒ ، معرفۃ والتاریخ للبسویؒ ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ، الجرح والتعدیل لابن حبانؒ ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ ، میزان الاعتدال للذہبیؒ ، کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبیؒ ، موضوعات لابن الجوزیؒ ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانیؒ ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمیؒ ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ ، معرفۃ الثقات للعجلیؒ ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی وغیرہ[156] کا مطالعہ فرمائیں ۔

---

۱۵۶ ۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ نمبر ۹۸ ، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۳ ص ۲۸۶ - ۲۹۶ ، علل لابن حنبل ج ۱ ص ۶۱ ، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ص ۲۱۰ ، التاریخ الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۹ - ۱۰ ، الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ نمبر ۴۹ ، مقدمہ صحیح مسلم : ۲۰ ، المعرفۃ والتاریخ للبسوی ج ۳ ص ۳۶ ، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۹۱ ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۱ ص ۴۹۷ ، مجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۲۰۸ ، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ترجمہ نمبر ۵۳۶ ، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ نمبر ۱۴۲ ، میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۳۷۹ ، کشف الحثیث للحلبی ص ۱۲۰ ، موضوعات لابن الجوزی ج ۳ ص ۶۲ ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۷۳ ، ۲۹۵ ، ۴۱۷ ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۹۰ ، ۱۸۲ ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۴۴ ، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۱۳۶ ، ج ۵ ص ۵۶ ، ج ۱۰ ص ۳۵۲ ، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۲۳ ، معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۶۴ ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۶۳ ، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۶۰۹ ، ۶۱۹ وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۴۸ ، ۲۴۵ ، ۲۸۳ ، ۳۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اسماعیل عجلونی فرماتے ہیں کہ "شعبی" سے مروی ایک روایت ہے :

"قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى اسْتُنْبِئْتَ؟ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ حِينَ أُخِذَ مِنِّي الْمِيثَاقُ"[۱۵۸]

مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے "الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" میں، علامہ سخاویؒ نے "المقاصد الحسنۃ" میں، اسماعیل عجلونیؒ نے "کشف الخفاء" میں، ملا علی قاریؒ نے "مرقاۃ" اور "الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بہ الموضوعات الکبریٰ" میں اور علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ" میں اس سلسلہ کی مختلف احادیث نقل کرتے ہوئے ان سے استشہاد کیا ہے[۱۵۹]، لیکن ان احادیث سے ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک تمام ذوات سے قبل پیدا کی گئی تھی، یا تخلیقِ آدم سے قبل آپؐ بحیثیتِ نبی موجود تھے یا دنیا میں تشریف لاتے سے قبل آپؐ اللہ تعالیٰ کے پاس بحیثیتِ نبی موجود تھے یا آپؐ کی پیدائش بحیثیتِ نبی ہی ہوئی تھی وغیرہ۔ حدیث، تاریخ وسیر کے ذخائر میں مذکور بے شمار صریح وصحیح آثار اس امر پر شاہد ہیں کہ آپؐ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا گیا تھا۔ جن روایات میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل آپؐ کا نبی ہونا مروی ہے، ان روایات کا حقیقی یا لفظی معنی لینا درست نہیں ہے، بلکہ ان سے مراد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے تاقیامِ قیامت کائنات کی ہر شئے کی تقدیر لکھنے کا حکم دیا تو اسی وقت قلمِ تقدیر نے بحکمِ الٰہی لوحِ محفوظ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور ان کی بعثت وغیرہ کے متعلق بھی لکھا تھا اور بلاشبہ اس وقت تک خالقِ کائنات کے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق کرنے کے ارادہ سے، ملائکہ بھی واقف نہ تھے، جو کہ متفقہ طور پر آدم علیہ السلام سے قبل کی مخلوق ہیں۔ مختلف علمائے اسلام نے روایات کی اس گتھی کو سلجھانے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ مثلاً علامہ تاج الدین ابی نصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکیؒ (م ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں :

---

[۱۵۸] کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰

[۱۵۹] الآثار المرفوعۃ ص ۴۵، المقاصد الحسنۃ للسخاوی ص ۳۲۷، کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹-۱۷۰، الاسرار المرفوعۃ للقاری ص ۱۷۹، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۳۱۶-۳۱۷ و ج ۲ ص ۱۱۵ وغیرہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب میں نبوت کہتا ہوں تو اس سے مراد اس کا وصف ہوتا ہے۔ اس سے مراد ہرگز یہ نہیں ہوتی کہ موصوف موجود بھی ہو۔ جب آپؐ کو ولادت کے چالیس سال بعد نبوت ملی تھی تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپؐ کو آپؐ کے وجود یا ارسال سے قبل ہی اس سے متصف کر دیا جاتا؟" [۱۶۰]

علامہ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"احادیث "كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ" یا "كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"... قطعاً اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا تھا جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے اور یہ بات بادنیٰ تأمل ظاہر و واضح ہے۔" [۱۶۱]

علامہ اسماعیل عجلونیؒ فرماتے ہیں:

"وارد ہوا ہے کہ "إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ" (یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے جسموں سے قبل ارواح کو پیدا کیا) تو اس حدیث سے مراد آپؐ کی اپنی روح شریفہ کی تخلیق کی طرف آپؐ کا اشارہ ہو سکتا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حقیقتاً فرمایا ہو اور حقائق کی معرفت سے ہماری عقلیں قاصر ہوں۔" [۱۶۲]

اور علامہ حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے، چھ دنوں میں پیدا کیا اور آخری تخلیق جمعہ کے روز فرمائی، اس روز آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی آخری مخلوق تھے، انہیں جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا گیا اور بنی آدم کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنِّيْ عِنْدَ اللهِ لَمَكْتُوْبٌ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ" اس سے مراد یہ ہے کہ میری نبوت اس وقت ہی لکھ دی گئی تھی جب کہ آدم علیہ السلام میں روح بھی نہیں پھونکی گئی تھی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کا رزق، اس کی موت، اس کا عمل، اس کا شقی یا سعید ہونا وغیرہ جنین کی تخلیق اور اس میں روح پھونکنے سے قبل ہی لکھ دیتا ہے۔" [۱۶۳] (جاری ہے)

۱۶۰ـــ کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۶۹ ـــ ۱۷۰ ۱۶۱ـــ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۲ ص ۱۱۵

۱۶۲ـــ کشف الخفاء للعجلونی ج ۲ ص ۱۷۰

۱۶۳ـــ مجموع فتاویٰ للشیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ج ۱۱ ص ۹۷ ـ ۹۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ